سال کے وقفہ کے بعد انشاء اللہ اس سال ہمارا جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

کل سر درد کا شدید حملہ ہوا تھا جس کے نتیجہ میں نقاہت ہوگئی ہے۔ آج صبح تو لیٹے ہوئے ہی وقت گزارنا پڑا۔ یہ تین دن کچھ اس قسم کی ذمہ داریوں کے جمع ہوگئے ہیں جو بیماری کی وجہ سے بستر پر لیٹ کر یا گھر میں بیٹھ کر ادا نہیں جا سکتیں۔ انصار اللہ کے علاوہ لجنہ اماء اللہ مرکز یہ کا پچاس سالہ اجتماع بھی ہو رہا ہے اس سال ۲۵ر دسمبر کو لجنہ اماء اللہ کو قائم ہوئے پچاس سال ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس اجتماع کے موقعہ پر وہ اپنی تاریخ کا ایک نیا ورق الٹیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ماضی کی قربانیوں کو شرفِ قبولیت بخشے اور اب انہیں نئے دور میں نئی اور بدلی ہوئی ذمہ داریوں کے سمجھنے اور ان کو ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت میں مختصراً دو باتوں کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہمارا جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے۔ یعنی اب اتنا دور نہیں ہے کہ اس سلسلہ میں انتظار کیا جائے اور بعض ذمہ داریوں کی طرف احباب کو توجہ نہ دلائی جائے۔ جہاں تک جلسہ سالانہ کے انتظامات کا تعلق ہے وہ تو بعض لحاظ سے جلسہ کے معاً بعد شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر جب نیا مالی سال شروع ہوتا ہے تو اس وقت بہت سارے کام کرنے پڑتے ہیں۔ بعض اشیاء خریدنی پڑتی ہیں۔ مثلاً شروع میں گندم خریدنی پڑتی ہے۔ اس وقت نسبتاً سستی مل جاتی ہے۔ پھر جلسہ سالانہ کے

ضمن میں کچھ یاددہانیاں کرانی پڑتی ہیں۔ اہل ربوہ کو بھی اور ان بھائیوں کو بھی جو باہر سے ربوہ میں تشریف لاتے اور جلسہ کی برکات اور فیوض سے بہرہ ور ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک سال کے وقفہ (ناغہ) کے بعد انشاء اللہ اور اسی کی توفیق سے اس سال ہمارا جلسہ سالانہ منعقد ہوگا۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں کی امید رکھتے ہیں اور ہمارا اپنے رب کریم پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کردے گا کہ بیچ میں کسی قسم کی روکیں پیدا نہ ہوں۔ دوست دو سال تک جلسہ کا انتظار کرتے رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں یہ توفیق بخشے گا کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے ماحول میں دعائیں کرنے کی توفیق پائیں۔

جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات کے علاوہ اہلِ ربوہ کی جو ذمہ داریاں ہیں، میں سمجھتا ہوں ان میں سے سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ پوری تعداد میں، رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات منتظمین جلسہ کو پیش کردیں۔ ان دِنوں ہمارے سکول اور کالج بڑا کام کرتے ہیں۔ بچوں کا کالج بھی، بچیوں کا کالج بھی اور اسی طرح ہمارے سکول بھی بہت کام کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمارے بعض دوستوں کو بعض خدشات بھی لاحق ہیں کیونکہ ہماری نئی حکومت نے اپنے منشور کے مطابق سکولوں اور کالجوں کو قومی تحویل میں لینا شروع کردیا ہے ''شروع کردیا ہے'' کا مطلب ہے کہ اعلان کردیا گیا ہے کہ حکومت نے سکولوں اور کالجوں کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ نصرت گرلز ہائی سکول کی استانیوں کو یکم کی بجائے گیارہ تاریخ کو تنخواہیں ملیں جبکہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ کو ابھی تک تنخواہیں نہیں ملیں۔

بہرحال سکولوں وغیرہ کو قومی تحویل میں لینا بہت بڑا کام ہے۔ بڑی ذمہ داری حکومت نے اپنے سر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحیح خدمت کی توفیق دے۔ یہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہوجائے گا چنانچہ (سکولوں اور کالجوں کو قومی تحویل میں لے لئے جانے پر بعض بچے یا بعض ناسمجھ دوست گھبراتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہائی سکول میں، جامعہ میں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں ہمارے مہمان ٹھہرتے ہیں اور طلباء بطور رضا کار خدمات انجام دیتے ہیں۔ اب سکول اور کالج تحویل میں چلے جانے کی وجہ سے نہ تعلیمی ادارے خالی ہوں گے اور نہ طلباء کو بطور معاون جلسہ میں

بھجوایا جائے گا۔ دراصل یہ مفروضہ ہی غلط ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں جماعت احمدیہ تو ہر لحاظ سے عوام ہی کا ایک حصہ ہے۔ یہ دنیا کی بھلائی کے لئے قائم ہوئی ہے۔ ہر مسلمان کو ''النّاس'' کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ''النّاس'' ہی ہیں جن کے لئے قرآن عظیم اتارا گیا ہے۔ پس ان دنوں عوامی حکومت کا بڑا چرچا ہے حالانکہ یہ لفظ ''عوام'' دراصل ''النّاس'' کا ترجمہ ہے۔ کیونکہ ''النّاس'' سے مراد بالعموم عوام لئے جاتے ہیں۔ اس لئے جب ہر چیز ہے ہی ''النّاس'' کی تو پھر اس کے راستے میں دنیا کی کوئی حکومت یا اس کی نئی پالیسی روک نہیں بن سکتی۔ لہٰذا اسکولوں اور کالجوں کے بچے اور بچیاں انشاء اللہ اسی طرح رضا کارانہ طور پر کام کریں گی جس طرح وہ سالہا سال سے کام کرتے چلے آئے ہیں اور عوام کی یہ عمارتیں بھی اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت میں پیش ہوں گی اور اپنی مہمان نوازی اور خدمت پیش کریں گی جس طرح پہلے کرتی چلی آئی ہیں) جب کسی عمارت میں برکت کے کام کئے جاتے ہیں تو عمارتیں بھی برکت والی بن جاتی ہیں۔

پس ایک تو یہ ذمہ داری ہے کہ رضا کار پوری طرح (نوّے فیصد بھی مَیں نہیں کہتا) اور پوری تعداد میں انتظامیہ کو ملنے چاہئیں۔ پوری تعداد سے میری یہ مراد ہے کہ جتنے زیادہ سے زیادہ رضا کار مہیا ہو سکتے ہوں اتنے ضرور ملنے چاہئیں۔

علاوہ ازیں ایک بڑی ذمہ داری جلسہ کے دنوں میں باہر سے آنے والے مہمانوں کیلئے اپنے مکانوں کے مسقّف حصوں کو مہیا کرنے کی ہے۔ ربوہ میں ہر سال جتنی بھی جماعتی طور پر نئی عمارتیں بنتی ہیں وہ مہمانوں کے لئے کافی نہیں ہوتیں۔ چنانچہ اس دفعہ میں نے جامعہ سے بھی کہا ہے کہ تمہاری ضرورت بھی ہے لیکن میری ضرورت بھی ہے اور جیسا کہ میں پہلے بھی کئی دفعہ بتا چکا ہوں میری ضرورت سے مراد جماعت کی ضرورت ہے کیونکہ میں اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں جو غلبۂ اسلام کی عظیم مہم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ غرض جماعتی ضرورت کے پیش نظر جماعت احمدیہ کے ہوسٹل کی عمارت کا پہلے تھوڑا سا حصہ مکمل ہونا تھا لیکن میں نے کہا ہے کہ اسے زیادہ بڑھاؤ۔ چنانچہ اس کی تعمیر کا پروگرام تین حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ دو حصے جلسہ سالانہ تک انشاء اللہ مکمل ہو جائیں گے۔ تیسرا حصہ جلسہ تک مکمل نہیں ہو سکتا کیونکہ

وقت بہت تھوڑا ہے۔ بہرحال کچھ مہمانوں کے لئے اس میں بھی گنجائش نکل آئے گی۔ پھر جو عمارت کیمپس کہلاتی ہے جہاں ہمارا ایم۔ ایس۔ سی فزکس کا حصہ ہے۔ اس میں کئی اور کمروں پر چھتیں پڑ گئی ہیں جو مہمانوں کے ٹھہرنے کے لئے بڑی حد تک کافی ہیں اور اس سے میری مراد یہ ہے کہ جتنا ٹی۔ آئی۔ ہائی سکول اور اس کی بورڈنگ کا مسقّف حصہ ہے اتنی بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ کمروں کی چھت مکمل ہوگئی ہے۔ اس میں بھی کئی کمرے میسر آ جائیں گے ویسے اس میں کچھ انتظام کرنا پڑے گا کیونکہ ابھی دیواریں نہیں بنیں صرف چھت ہی پڑی ہے۔ بہرحال ہم اس کو استعمال کر سکتے ہیں لیکن ان تمام تعمیراتی وسعتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال مہمانوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے مہمانوں کے لئے موجودہ عمارتیں کافی نہیں ہوا کرتیں۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ باہر سے آنے والے احباب بڑی قربانی کرتے ہیں وہ راتوں کو اس طرح سوتے ہیں کہ دفتروں میں بیٹھ کر حکومت کرنے والے لوگ اس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے میں افسر جلسہ سالانہ تھا۔ میرے پاس ایک رپورٹ آ گئی کہ ۱۸×۱۴یا شاید ۱۵×۱۸ کا کمرہ ہے جس میں مقیم ایک سو مہمانوں کیلئے مالک مکان یا منتظم کھانا لے گیا ہے۔ اتنے چھوٹے سے کمرہ میں تو اتنے مہمان نہیں ٹھہر سکتے۔ چنانچہ ہم نے رات گئے جب سارے مہمان اپنی اپنی رہائش گاہوں پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اس وقت جا کر چیک کیا تو جتنے مہمانوں کا کھانا منگوایا گیا تھا اتنے مہمان وہاں موجود تھے۔ انسان سوچے تو وہ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا تاہم اس چھوٹے سے کمرے میں سو کے قریب مہمان موجود تھے۔ وہ بیٹھ کر رات گزارتے تھے یا کیسے رات گزارتے تھے یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر وہاں سو کے قریب مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ ہمارے احمدی دوست مہمان اور میزبان دونوں بڑی قربانی دیتے ہیں۔ ویسے یہاں ایک لحاظ سے مہمان اور میزبان کا فرق مٹ جاتا ہے کیونکہ جہاں تک مہمان ہونے کا تعلق ہے میں بھی اور آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں مگر خادم ہونے کی حیثیت میں ہم سارے میزبان ہیں۔ غرض مہمان اور میزبان دونوں اکٹھے ہو جاتے اور جلسہ کے انتظامات میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی برکت اور

رحمت ہے۔ ہمیں اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

جلسہ کے دنوں میں رہائش کے سلسلے میں مَیں نے دیکھا ہے کہ باہر سے جو دوست اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آتے ہیں۔ وہ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ انہیں کوئی غسل خانہ دے دیا جائے، وہ اسی میں اپنا وقت گزار لیں گے۔ پس مکانوں کی مانگ کا تو یہ حال ہے اور ادھر ربوہ کے دوست تھوڑی تعداد میں بیٹھنے والے یا دوسرے کمرے فارغ کرتے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض دوست عملاً فارغ نہیں کرتے جس سے انتظامیہ کو بڑا غصہ آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دے سکتے نہیں کیونکہ مثلاً ان کے دور کے عزیز یا کوئی دوست ہیں وہ انہیں اطلاع دے دیتے ہیں کہ وہ جلسہ پر نہیں آرہے۔ چونکہ انہوں نے پہلے سے یہ ذہن میں رکھا ہوتا ہے کہ میں فلاں کمرہ ان کو دوں گا لیکن جب ان کی طرف سے اطلاع آجاتی ہے کہ وہ جلسہ پر نہیں آرہے تو وہ یہی کمرہ جلسہ سالانہ کے منتظمین کو دیدیتے ہیں مگر جب جلسہ سالانہ کے مہمان آنے لگتے ہیں۔ تو ان کے عزیز یا دوست کا ایمان جوش میں آتا ہے اور وہ سوچتے ہیں کہ جلسہ سالانہ سے کیوں غیر حاضر ہوں؟ چنانچہ جب وہ ربوہ پہنچ جاتے ہیں تو وہی کمرہ ان کو دیدیا جاتا ہے۔ اس پر جلسہ سالانہ کے منتظمین شور مچا دیتے ہیں کہ تم نے تو ہمیں کمرہ دینے کا وعدہ کیا تھا مگر کمرہ فارغ نہیں کیا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے وہ مہمان جن کے آنے کی توقع نہیں تھی وہ آگئے ہیں۔ وہ بھی تو آخر جلسہ کے مہمان ہیں اس لئے انہوں نے استعمال کر لیا ہے۔ بہر حال اس مرحلہ پر ظاہری انتظام میں تو رخنہ پڑ جاتا ہے لیکن ایسے مالک مکان کا اخلاص اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔

بعض دوست اس سلسلہ میں بھی بڑی قربانی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ اپنا سارا گھر مہمانوں کو دیدیتے ہیں۔ وہ خود کسی ایک کمرہ میں سمٹ کر گزارہ کر لیتے ہیں اور باقی سارا گھر خدا کے مہمانوں کیلئے فارغ کر دیتے ہیں۔ دوسری طرف ایک وقت میں ہزاروں ہزار روپے چندہ دینے والے دوستوں کو اگر ربوہ میں کوئی غسل خانہ مل جائے جس میں پرالی پڑی ہوئی ہو تو وہ اسے بھی غنیمت سمجھتے ہیں اور شکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا بھی اور ممنون ہوتے ہیں منتظمین کے بھی کہ انہوں نے ہمارے لئے رہنے کا انتظام کر دیا ہے۔ بہر حال اہلِ ربوہ کے لئے جس حد تک ممکن ہو وہ اس سلسلہ میں منتظمین جلسہ سے تعاون کریں علاوہ ان مہمانوں کے جو ان سے

تعلق رکھنے کی وجہ سے انکے گھروں میں ٹھہرتے ہیں ان مہمانوں کے لئے بھی اپنے مکانوں کے بعض حصے فارغ کریں جو ان سے تعلق تو رکھتے ہیں لیکن جلسہ کے انتظام کے ماتحت ٹھہرتے ہیں۔ پس ایسے دوستوں کیلئے رہائش مہیا کرنے کیلئے بھی منتظمین جلسہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعاون کرنا چاہئے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ربوہ کی صفائی کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ جلسہ کے دنوں میں بھی صفائی ہونی چاہئے اور اس سے پہلے بھی صفائی ہونی چاہئے۔ صفائی کی طرف اہلِ ربوہ کو بالعموم اور مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس صحت کو بالخصوص توجہ دینی چاہئے۔ باہر کے وہ دوست جو اس عرصہ میں ربوہ نہیں آئے ان کو بعض تبدیلیاں تو نظر آئیں گی مثلاً سڑکوں کے بعض حصے پختہ ہوگئے ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ کچھ اور تبدیلیاں بھی نظر آئیں۔ تاہم اس میں وقت لگے گا۔ نئی جگہوں پر درخت لگائے جارہے ہیں جو کھلی جگہیں تھیں ان کو استعمال کیلئے تیار کیا جارہا ہے۔ کچھ تیار ہوگئی ہیں۔ کچھ تیار ہورہی ہیں اور کچھ انشاء اللہ تیار ہوجائیں گی۔ غرض صفائی کی طرف جس حد تک ممکن ہو ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ گو جس حد تک توجہ دینے کی ضرورت ہے اس حد تک ہم سرِ دست توجہ نہیں دے سکتے کیونکہ اس وقت ہمارے ذرائع محدود ہیں۔ لیکن کوشش کرتے رہنا چاہئے جس حد تک ممکن ہو، اپنے ماحول کی صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں یہاں کبھی کوئی بیماری وبائی صورت میں نہیں آئی حالانکہ مہمانوں کی تعداد ہزاروں بلکہ اب تو ایک لاکھ سے بھی تجاوز کرگئی ہے۔ ایسی صورت میں احباب کا وبائی امراض سے محفوظ رہنا اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں کا مرہونِ منت ہے۔ جلسہ سالانہ نے ربوہ کی زمین کو بڑا اچھا کردیا ہے۔ جس وقت ہم پہلے پہل یہاں آباد ہوئے تھے اس وقت ہر طرف کلّر ہی کلّر نظر آتا تھا جن دوستوں نے سن انچاس پچاس اور اکاون کے جلسے دیکھے ہیں اور ان کا حافظہ اچھا ہے ان کو یاد ہوگا کہ یہاں کلّر کی وجہ سے ہر جگہ سفید ہی سفید نظر آتی تھی اب تو درخت اُگ آئے ہیں سایہ ہوگیا ہے کئی جگہ پھول بھی نظر آنے لگے ہیں اور انشاء اللہ ایک دو سال میں کئی دوسری جگہوں پر بھی پھول نظر آئیں گے اور پھر اس

سے بھی نمایاں فرق نظر آئے گا۔ یہ تو ایک مستقل کام ہے جو آہستہ آہستہ مکمل ہو رہا ہے۔

پس جلسہ کے ایّام میں احباب کو صفائی کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لئے دعاؤں پر بڑا زور دینا چاہیئے۔ دوست یہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی نیت رکھنے والوں کو ہر طرح صحت سے رکھے اور ان کے لئے جلسہ میں شمولیت کے سامان پیدا کر دے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ ربوہ کو بھی صحت و عافیت سے رکھے اور انہیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ بہتر اور احسن رنگ میں خدا تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے روحانی فرزندِ جلیل مہدی معہود کے مہمانوں کی خدمت کر سکیں اور وہ ہر قسم کی ذمہ داریاں چوکس اور بیدار رہ کر ادا کر سکیں۔

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے پاکستان کے نانبائیوں پر روز بروز بوجھ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں جو نانبائی یہاں آتے ہیں وہ سب الاّ ماشاء اللہ احمدی نہیں ہوتے۔ یہ بھی ایک لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہے کہ جلسہ سالانہ کی وجہ سے ان کا ہمارے ساتھ ایک پرانا تعلق قائم ہے۔ لیکن اب ان کی بساط کی بات نہیں رہی۔ اسی لئے ہم نے دو تین سال سے روٹیاں پکانے والی مشین استعمال کرنی شروع کر دی تھی پہلے تجربہ کے طور پر اور پھر آج سے دو سال پہلے کافی بڑے پیمانے پر استعمال کی تھی۔ اس سال غالباً ۱۶ نئی مشینیں لگ گئی ہیں گو یہ بھی کافی نہیں۔ لیکن ان کا اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اگر خدانخواستہ سارے تنور ناکام ہو جائیں تو اتنی روٹیاں پکا دیں کہ جیسا کہ ہم بعض دفعہ جلسہ سالانہ پر کیا کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ایک روٹی میں ہر ایک دوست کی سیری کے سامان پیدا کر دے گو ہماری کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہر ایک دوست کو اس کا جو عام طریق ہے اور روزمرہ کا معمول ہے اس کے مطابق کھانا دیا جائے لیکن بعض دفعہ انتظام میں غیر متوقع خرابی کی وجہ سے تھوڑا کھانا دینے پر اکتفا کرنا پڑے تب بھی دوست اسے بطیبِ خاطر قبول کر لیتے ہیں۔

اگرچہ روٹیاں پکانے والی مشینیں مل گئی ہیں لیکن پیڑے اور روٹیاں بنانے کی مشینیں ابھی تک ہمیں نہیں مل سکیں۔ اس سال ایک مشین ہمیں ملی ہے جو پیڑے بنانے یا روٹیاں بنانے والی

ہے۔ یہ مشین ربوہ میں پہنچ چکی ہے اوراس وقت اس پر تجربہ ہورہا ہے یہ مشین کراچی سے بن کرآئی ہے مگر ٹھیک طرح کام نہیں کررہی ہمارے ایک احمدی انجینئر دوست ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر اور سمجھ اور فراست عطا فرمائے وہ اس کو ٹھیک کررہے ہیں۔ اس میں کافی حد تک درستی ہوگئی ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور اس کا تجربہ کامیاب ہوجائے تو پھر اگلے سال ہمارے لئے بہت سہولت پیدا ہوجائے گی لیکن سردست میں یہ کہوں گا کہ ہمارے جلسہ میں نانبائیوں کی کمی کسی صورت میں رخنہ انداز نہیں ہونی چاہئے جلسہ کے ایام میں بوقت ضرورت ہمارے مرد و زن ہر دو کو پیڑے اور روٹیاں بنانے کیلئے تیار رہنا چاہئے یہ اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے کہ کسی بھی عظیم مقصد کے حصول میں جو جدو جہد کرنی پڑتی ہے اس میں مردوزن کی تفریق نہیں کی جاسکتی ہر دو پر ایک جیسی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہوجاتے ہیں۔ جن میں ہمیں یہ اصول یاد کرایا جاتا ہے کہ دیکھو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ایک عظیم جدو جہد شروع ہے۔ اس زمانے سے مراد ایک احمدی ہمیشہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ لیتا ہے کیونکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آپ کی بعثت سے قیامت تک ممتد ہے۔ اسلئے ہمارا یہ زمانہ بھی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔ پس اس زمانہ میں توحید کے قیام بنی نوع انسان کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کا پیار اور قرآن کریم سے دلی وابستگی پیدا کرنے کے لئے جو عظیم جدو جہد ایک مجاہدہ اور ایک جہاد شروع ہوا ہے۔ اس نے مردوزن کی تفریق مٹا دی ہے۔ دونوں پر ایک جیسی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان دونوں کے کاموں میں فرق ہوسکتا ہے لیکن ان کی ذمہ داریاں ایک جیسی ہیں۔ ہم عورتوں کو پرے نہیں بٹھا سکتے بلکہ جب ضرورت پڑتی ہے تو ہم دینی امور میں ان سے استثنائی خدمت لیتے ہیں۔ شروع اسلام میں جب عورتوں کی ضرورت پڑی تھی تو وہ میدان جنگ میں چلی گئیں۔ جب ان کی ضرورت نہیں تھی تو وہ پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں یا دیکھ بھال کے دوسرے کام کرتی تھیں لیکن بوقت ضرورت میان سے تلوار نکال لیتیں اور تیر کمان ہاتھ میں پکڑ لیتی تھیں اور مردوں سے پیچھے نہیں رہتی تھیں وہ ہر مشکل کے وقت تیار رہتی تھیں پس اگرچہ مرد اور عورت کا اپنا اپنا کام اور دائرہ کار مقرر ہے

لیکن ضرورت کے وقت وہ سب کا کام بن جاتا ہے۔

پس ہماری احمدی بہن غلبۂ اسلام کی اس جدوجہد سے باہر نہیں رہ سکتی اور نہ اسے باہر رکھا جا سکتا ہے۔ اس عظیم جدوجہد میں اسے شامل کرنا پڑے گا چنانچہ اگر ضرورت پڑے گی تو ہم اپنی بہنوں کو روٹی پکانے والی مشینوں پر بٹھا دیں گے، اپنی ماؤں کو بٹھا دیں گے اور اپنی بیٹیوں کو بٹھا دیں گے اور کہیں گے پیڑے بناؤ اور روٹیاں لگاؤ تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قلعہ میں آنے والے مہمانوں کو کھانا مل سکے۔ اپنے گھروں میں جب مہمان آتے ہیں تو بعض دفعہ ایک ایک عورت دس دس پندرہ پندرہ سیر آٹا گوندکر روٹیاں پکا لیتی ہے تو خدا کے محمد ﷺ کے مہدی کے گھر مہمان آئیں اور عورتیں باہر بیٹھی رہیں یہ تو نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی کے دل میں کوئی شبہ ہے تو وہ نکال دے۔ عورتیں باہر نہیں بیٹھیں گی وہ آئیں گی اور اپنی ذمے داری کو پورا کریں گی۔ تاہم ان کو یاد کرانے کی ضرورت تھی سو میں نے اس وقت یاد کرا دیا ہے۔ انہیں تیار رہنا چاہئے۔ لجنہ اماء اللہ کو چاہئے وہ اس سلسلہ میں ان کی راہنمائی کریں۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ روٹی پکانے کا کام عام طور پر عورت کا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن نانبائی آپ کو عام طور پر مرد نظر آتے ہیں۔ اس واسطے دنیا میں احمدی مرد بھی ضرور نانبائی ہونگے ان کو مرکز میں آنے کے لئے تیار کرنا چاہئے۔ وہ یہاں جلسہ سننے اور خدا کی برکات سے حصہ پانے کے لئے آئیں۔ وہ یہاں آکر اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم برکات، فضل اور رحمتیں دیکھیں جو جماعت احمدیہ اور اس کے ذریعہ تمام دنیا کے انسانوں پر نازل ہو رہی ہیں۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے شکر کے جذبات سے معمور ہو جائیں گے تاہم وہ ساتھ یہ نیت بھی کریں کہ اگر روٹی پکانے کی ضرورت پڑی یا مجھے یوں کہنا چاہئے کہ پیڑے بنا کر روٹی بنانے والی مشین پر لگانے کی ضرورت پڑی تو ہم اس کام میں شامل ہوں گے کئی ایسے مرد اور عورتیں بھی ہیں جو عام طور پر پیڑا اور روٹی تو بنا سکتے ہیں لیکن تنور میں روٹی نہیں لگا سکتے۔ اس کے لئے بڑی مشق کی ضرورت ہے کیونکہ تنور میں ہر روٹی کے لئے دو دفعہ ہاتھ ڈالنا پڑتا ہے۔ لیکن مشین کے اوپر روٹی بنانے کے لئے اس قسم کی مشقت کی ضرورت نہیں صرف جذبہ کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی عورت مشین پر تکونہ یا ہشت پہلو روٹی پکا دیگی تو ہم وہ بھی خوشی سے کھالیں گے۔ پکا ہوا آٹا ہونا چاہئے روٹی کی شکل چاہے کسی قسم کی

ہو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ ہم جب بچے تھے اور سکاؤٹنگ کے لئے باہر جایا کرتے تھے تو خود ہی ''ونگی ٹرنگی'' اور کچی پکی روٹی پکا کر کھا لیا کرتے تھے۔ تاہم جلسہ سالانہ کے دنوں میں نہ تو روٹی کچی ہونی چاہئے اور نہ جلی ہوئی ہونی چاہئے کیونکہ بچے بھی ہوتے ہیں بعض دوست بیمار بھی ہو جاتے ہیں پتہ نہیں کون سی چیز کس کے حصہ میں آنی ہوتی ہے اس لئے کچی اور جلی ہوئی روٹی نہیں ہونی چاہئے لیکن یہ ضروری نہیں روٹی گول ہو یا اوول ہو جیسے صوبہ سرحد میں رواج ہے یا تین کونے یا چار کونے والی ہو۔ جس قسم کی روٹی مشین میں تیار ہوگی وہ آپ کو مل جائے گی ایک مشین ایسی بھی ہے کہ اس میں علیحدہ علیحدہ ایک ایک روٹی نہیں بنائی جاتی بلکہ جس طرح کپڑے کا بنا بنایا تھان باہر نکلتا ہے اسی طرح مشین کے اندر سے روٹی کا ایک تھان نما ٹکڑا باہر نکلتا رہتا ہے جس میں سے آگے کاٹ کر تین تین دو دو یا ایک ایک روٹی بنالی جاتی ہے۔

غرض ہمیں روٹی ملنی چاہئے ہمیں اسکی شکل سے سروکار نہیں۔ اس کی شکل تھان کی ہو یا چاند کی ہو یا زرہ کی ہو یا چورس ہو یا جو بھی ہو پکے ہوئے آٹے کی روٹی ہونی چاہئے۔ اسی طرح چاول بھی پورے طور پر پکے ہوئے ہونے چاہئیں تا کہ جلد ہضم ہو جائیں اور دوست بیمار نہ ہوں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس نان میں برکت ڈالے گا کیونکہ یہ اس کا وعدہ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مہدی کے درویش دنیا میں پائے جائیں گے اس وقت تک فرشتے آسمان سے اُس نان کے مشابہ نان لیتے آئیں گے جو فرشتوں کی طرف سے اللہ کے حکم سے حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے حضور یہ کہتے ہوئے پیش کیا گیا تھا کہ ''یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے'' (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۱۴) تاہم یہ ساری چیزیں جہاں ہمارے لئے باعث طمانیت ہیں وہاں ہمارے اوپر ذمہ داریاں بھی عائد کرتی ہیں۔ اسلئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو نباہنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں آج انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے پاکستان میں اس وقت بیماری بھی بہت پھیلی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ دوستوں کو بہت احتیاط کرنی چاہئے ان دنوں عام طور پر تین بیماریاں اکٹھی حملہ کرتی ہیں۔ ملیریا، انفلوئنزا، گلے کی تکلیف جسے انگریزی میں THROAT INFECTION (تھروٹ انفیکشن) کہتے ہیں۔ تو یہ

اللہ کی تقدیر ہے اور ہم اس سے گھبراتے نہیں لیکن باوجود اسکے کہ بہت دوست بیمار رہے ہیں۔ پھر بھی وہ اس اجتماع پر آ گئے ہیں اس لئے یہ بیماری ہمارے راستے میں روک نہیں بنی۔ اسی طرح لجنات کے متعلق بھی کہنے والوں نے تو یہی رپورٹ دی ہے کہ اس دفعہ مستورات زیادہ تعداد میں شامل ہو رہی ہیں۔ لیکن یہ رات کی گنتی ہے صبح سے لیکر اس وقت تک مجھے نہ لجنہ کی طرف سے اور نہ انصاراللہ کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ کتنی لجنات اور کتنے انصار اجتماع میں شامل ہو رہے ہیں۔

غرض انصاراللہ لجنات دونوں کے اجتماع آج شروع ہو رہے ہیں۔ امت محمدیہ میں جب بھی اجتماع ہوں اس بارہ میں قرآن کریم کی ایک ہدایت موجود ہے جسے بھولنا نہیں چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جب بھی دینی اجتماع ہو اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید اور توبہ واستغفار بڑی کثرت سے کرنا چاہئے۔ اس پر نہ تو کوئی پیسہ خرچ ہوتا ہے اور نہ وقت لگتا ہے۔ یہ صرف عادت کی بات ہے۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ ان دنوں کثرت سے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۲۵) کا ورد کریں۔ تسبیح وتحمید سمیت درود پڑھنے کی تحریک تو میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ پھر استغفار ہے یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ بھی کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ اس کے ساتھ جو دوست لاحول پڑھ سکیں وہ لاحول بھی پڑھیں۔ میرا تجربہ ہے کہ استغفار کرنا اندرونی کمزوریوں کے دور کرنے کے حق میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے اور لاحول بیرونی حملوں کے شر سے حفاظت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

پس لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم: ۸) کی رو سے آپ جتنی زیادہ تسبیح وتحمید کرینگے آپ اپنے محسن اور انسانیت کے محسن صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا زیادہ درود پڑھیں گے اتنے ہی زیادہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے انصاراللہ کا اجتماع عملاً جمعہ کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اسلئے دوست ابھی سے تسبیح وتحمید اور درود واستغفار پڑھنے لگ جائیں اور اگر ہو سکے تو اپنے اس ورد میں لاحول کو بھی شامل کر لیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے فضل نازل فرمائے۔ اسکی جو برکات ہمارے لئے مقدر ہیں اور ان برکات کے حصول کیلئے

جس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں وہ قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں قبول بھی فرمائے۔ یعنی ہمیں مقبول ایثار کی مقبول قربانیوں کی توفیق عطا ہو تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بنیں اور انسان کے ضمن میں دنیا کی بحیثیت مجموعی جو ذمہ داریاں ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہیں ہم ان ذمہ داریوں کو الٰہی توفیق سے بہتر رنگ میں ادا کرسکیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹/دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۱ تا ۴)

❁❁❁